دل سے یہ پیارا تھا کہ تم عرض کہ تو ہمارے سابقہ گناہ دور کردے۔ اور آیندہ بھی ہم بُرے افعال سے مجتنب رہیں۔ تو ہی ہمارا والی ہے۔ اے رب العزت ہماری دُعاؤں کو سُن۔ اے مولا! تیرا دین اسلام دنیا میں رونق پذیر ہو۔ اور ہمیں بھی توفیق دے کہ اسکی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کی ہدایت بنیں ۔

اے مولا! دُنیا میں جو فسق و فجور کی گھٹا چھا رہی ہے۔ اسکو اپنے فضل سے دُور کردے کیا عرض کریں تو علام الغیوب ہے۔ تو ہمارے دلوں کا سب حال جانتا ہے۔ پس ہمارے نیک ارادوں میں ہمیں کامیاب و بامراد کر۔ آمین ثم آمین ۔

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

مکالمہ شیعہ و احمدی

(نمبر ۹)

منشی خادم حسین صاحب خادم مناظر خصوصی۔

شیعہ ۔ اہلسنت کی کتابوں میں جنگ احد کے ذکر میں آیا ہے کہ عمر کہتا تھا کہ میں پہاڑ پر اسطرح چڑھتا تھا جسطرح پہاڑی بکرا۔ کیا یہ بوقت فرار نہ تھا۔ اگر نہ تھا تو اسکی علت بیان کرو ۔

احمدی ۔ اسکے متعلق میں اپنی طرف سے کچھ نہیں عرض کرتا۔ بلکہ مغازی الرسول سے ایک روایت نقل کردیتا ہوں۔ پھر آپ کو خود بخود اصلیت اس واقعہ کی معلوم ہو جائیگی۔ وہو ہذا

" اور کہا رافع بن خدیج راوی نے کہ پھر اُسوقت رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو طلب کیا۔ اور قتال و جہاد پر آمادہ کرنے لگے۔ اور میں دیکھتا تھا کہ فلاں و فلاں یعنی لوگوں کو کہ قلۂ کوہ پر چڑھے جاتے ہیں۔ تب اُسوقت شیطان نے صیحہ کیا کہ محمدؐ قتل ہوئے بغرض اسلئے کہ مسلمان مغرور ہوجائیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اُسوقت آگے بڑھا اور جبل پر مثل بُز کوہی کے چڑھ گیا۔ پھر میں رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اسوقت وہ فرما رہے تھے۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل "

دیکھو کتاب ترجمہ مغازی الرسول حصہ اوّل مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۱۹

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ عمرؓ کا بندی کو مسلمان پر چڑھنا بارادہ قرار نہ تھا بلکہ بغرض تلاش حضرت سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

شیعہ۔ مالک بن نویرہ کون تھا۔ اور اسکے قتل کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان تھا۔ اور مالک کو خواہ مخواہ اور بے گناہ مرتد قرار دے کر قتل کر دیا۔ غرض یہ نہایت ہی شرمناک حرکت تھی۔ جو خالد جیسے سپہ سالار اہل اسلام سے ہوئی۔ اور ابوبکر نے بھی خالد سے قصاص نہ لیا۔ حالانکہ قصاص ضروری تھا۔

احمدی۔ مالک بن نویرہ بنی یربوع کی قوم سے تھا۔ بقول شیعہ مفسر منہج الصادقین اور بنی تمیم کا سردار۔ پہلے بے شک مسلمان تھا۔ مگر بعد وفات رسول صلے اللہ علیہ وسلم بقول مورخین اسلام مرتد ہو گیا تھا۔ اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمۃ سجاح بنت الحرث نصرانیہ ومدعیہ نبوت کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا۔ ایسی صورت میں اس کا قتل مثل دوسرے اہل ارتداد کے خلیفہ برحق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بلکہ ہر مسلمان پر واجب تھا۔ جیسے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ کل مسلم بین مسلمین ارتد عن الاسلام وجحد محمداً صلے اللہ علیہ وآلہ نبوتہ وکذبہ فان دمہ مباح لکل من سمع ذالک × × × × × وعلی الامام ان یقتلہ ان اتی بہ ولا یستتیبہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ باب الارتداد اور جیسے کہ بحوالہ کتاب ارشاد شیخ مفید امام محمد باقر علیہ السلام سے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں تمام صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ پس حضرت مردم را موعظہ کرد و فرمود ایہا الناس پیغمبرے بعد از من نیست و سنتے بعد از سنت من نیست۔ پس ہر کہ بعد از من دعوے پیغمبری کند یا بدعتے در دین من کند۔ دعوی او و بدعت او در آتش است و ہر کہ چنین دعوے کند اورا بکشید و ہر کہ پیروی او کند در آتش است۔" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۹۲۔

یعنے میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ اور نہ میری شریعت کے سوا کوئی شریعت قابل پیروی ہے۔ پس جو کوئی میرے بعد پیغمبری کا دعوے کرے۔ یا میرے دین میں بدعت پیدا کرے۔ اس کا دعوے اور بدعت جہنم میں ہے۔ جو ایسا دعوے کرے اُسکو قتل کر دو۔ اور جو کوئی اسکی پیروی

کہنے جہنمی ہے۔

ثبوت ارتداد مالک بن نویرہ و اجابت دعوت سجاح۔

(الف) وکانت سجاح بنت الحرث تريد غزو ابی بکر فارسلت الی مالک بن نویرة تطلب الموادعة فاجابها وردها عن غزوها وحملها علی احیاء من بنی تمیم ... واجتمع مالک ووکیع و سماعة فجمعت لهم سجاح وقالت اعدوا الركاب واستعدوا للنهاب ثم اغيروا على الرباب فليس دونهم حجاب۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ ذکر بنی تمیم و سجاح جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ

(ب) و چوں کار وے بواسطہ متابعت بنی تغلب فی الجملہ قوت یافت با کثر قبائل عرب نامہا نوشتہ ایشاں را بکیش خود دعوت کرد۔ جمع کثیرے جمعے غفیر او را دریں قول مصدق داشتہ بجد متابعت کمر بستند و چوں ہمہ او متوجہ شد بر مالک بن نویرہ کہ رئیس بنی تمیم بود و شعار اسلام میداشت نامہ نوشتہ او را بمتابعت خویش خواند۔ مالک از غایت سخافت رائے و قلت تدبر با سجاح ہمداستان گشتہ مرتد شد۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۰۱۔ ذکر سجاح و کیفیت اختلاط او با مسیلمہ کذاب +

(ج) و در عہد ابی بکر ہفت قبیلہ مرتد گشتند یکے فزارہ قوم عیینہ ابن حصین۔ دوم غطفان قوم مرہ بن سلمہ سیوم بنی سلیم قوم فجاۃ بن عبد یالیل۔ چہارم بنو یربوع قوم مالک بن نویرہ۔ پنجم بعضے از قبیلہ بنی تمیم قوم سجاح بنت منذر کہ زوجہ مسیلمہ بود و دعوے نبوت کرد۔ ششم کندہ قوم اشعث بن قیس۔ ہفتم بنو بکر بن وائل بود۔ در بحرین کہ قوم حطیم بودند۔ حق تعالیٰ شر ایشاں را کفایت کرد۔ بردست مسلمانان بقتل آمدند۔ تفسیر منہج الصادقین۔ سورۃ مائدہ صفحہ ۲۶۴ زیر آیت من یرتد منکم عن دینہ +

میں شیعوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر جناب علی خلیفہ بلافصل ہوتے تو کیا ان پر بھی ان مرتدین کا قتل واجب تھا یا نہ۔ ضرور تھا۔ کیونکہ انہوں نے تو بصرہ کی لڑائی میں اصحاب جمل کو جن سے عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر جیسے جلیل القدر بزرگوار صحابہ مراد ہیں۔ علی الخصوص مصداق اس آیۃ کا قرار دیکر واجب القتل ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ ان بزرگوں کا حقیقی ارتداد دین اسلام سے ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ اور اگر ارتداد تھا بھی تو خلیفہ برحق کی بیعت سے انحراف کی بناء پر تھا۔

اور بس بر خلاف مرتدین عہد خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ انہیں مدعیان نبوت بھی - اور مانعین زکوٰۃ بھی - اور مثل مالک نویرہ کے ان دشمنان اسلام کے ممد ومعاون ہیں - پھر کس طرح ممکن ہے کہ جناب علی علیہ السلام انکے ساتھ مقاتلہ ومحاربہ نہ کرتے - اور ان کو کیفر کردار تک پہنچاتے -

لطیفہ - شیعوں سے جب سوال کیا جاتا ہے - کہ جناب علی علیہ السلام نے کیوں ابوبکرؓ وعمرؓ کا مقابلہ نہ کیا - بلکہ انکی بیعت کرلی - تو جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ مقابلہ کس طرح کرتے آپکا کوئی مددگار ومعاون نہ تھا - لیکن جب کہا جائے کہ اتنے بڑے مقبول خدا ورسولؐ وزوج حضرت بتول وشیر خدا وصاحب شجاعت وہیبت خداداد وصاحب کرامت واعجاز بے انداز کے لئے کیا ہو سکتا ہے ؟ کہ وقت مصیبت کوئی اس کا ساتھ نہ دے یا اپنی حق تلفی پر صدائے احتجاج بلند نہ کرے یا مددگاروں کی راہ دیکھتا رہے - بلکہ لازم اور شایان شان مرتضوی تو یہ ہے - کہ خود ہی خم ٹھونک کر بلا انتظار امداد از انصار میدان مقابلہ میں اتر آئے - اور مخالفین کے دل میں وہ دھاک بٹھلائے کہ بغیر ہتھیار ڈالنے کے انکو چارہ نہ ہو تو کہتے ہیں کہ نہیں تمام ملائکہ وجن آپکے تابع تھے - تمام پرند ودرندے آپکے فرمانبردار علاوہ ازیں ایک طویل فہرست شیعیان علی علیہ السلام کی پیش کر دیتے ہیں - جیسے کہ شیعہ فاضل نوستری نے مجالس المومنین میں ایک مستقل باب اس بارہ میں باندھا ہے - اور لکھتے ہیں -

مجلس دوم در بیان ملل طائفہ چند کہ بہ تشیع مشہور ودر سلک ایمان مذکور اند -

(۱) الاوس والخزرج دو قبیلہ بزرگ اند از انصار -

(۲) بنو حنیف طائفہ از عرب بادیہ اند - رئیس آں قوم مالک بن نویرہ وہمگی ایشاں از جملہ محبان اہل البیت بودہ اند - مجالس المومنین مطبوعہ ایران مجلس دوم صہ ۵۲ -

دوسرے کوائف کو چھوڑ کر صرف ان مذکورہ بالا طوائف انصار وبنو حنیف پر ہی اگر اکتفا کیا جائے - اور ان کی تعداد کثیر کا اندازہ لگایا جائے تو اہل انصاف پر واضح ہو سکتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی طرف یہ بے کسی اور بے یاری ومددگاری کا عذر منسوب کرنا کس قدر بے بنیاد اور سراسر خلاف واقعہ ہے ؟

آمدیم بر سر مطلب۔ پھر مالک بن نویرہ کے قتل کے بارہ میں ایک اور امر قابل ذکر ہے۔ کہ خالد نے تو اسکو قتل ہی نہیں کیا۔ بلکہ ضرار بن الازور نے کیا ہے۔ اور وہ بھی ایک عجیب غلط فہمی سے۔ لکھا ہے کہ خالد نے مالک بن نویرہ اور اسکے افراد قوم کو قید کر لیا تھا۔ اور رات کو بڑی سردی تھی۔ قیدیوں کو سردی سے بچانے کے لئے خالد نے منادی کو حکم دیا کہ انہیں گرم کر دو۔ دافئوا اسراکم۔ ان الفاظ کے معنے لغت کنانہ میں یہ بھی ہو سکتے تھے کہ قیدیوں کو قتل کر دو۔ پس لشکریوں نے گمان کیا کہ امیر لشکر نے قتل کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ اس کا ارادہ صرف یہ تھا۔ کہ قیدیوں کو سردی سے بچانے کے لئے اوڑھنے دو۔ پس انھوں نے قتل کر دیا۔ اور جب خالد نے مقتولوں کی چیخ پکار سنی تو نکلے۔ مگر وہ سب کو تہ تیغ کر چکے تھے۔ اس پر خالد نے کہا کہ جب خدا کا ارادہ کسی امر کے کر دینے پر ہو جاتا ہے۔ تو وہ لامحالہ ہو ہی جاتا ہے۔

ترجمہ عبارت عربی تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۷۳

شیعہ۔ روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو کچھ منافقین رات کے وقت پہلے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے میں عقبہ پر گھات لگا کر بیٹھ رہے۔ اور ارادہ کیا کہ آج رات تاریک ہے۔ خوب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالیں یا آپ کے اونٹ کو چھیڑ کر بھگا دیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گرا دے۔ آخر وحی جبرئیل کے ذریعے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے پہلے سے ان کے ارادہ بد سے مطلع کر دیا۔ اور ان کے نام بھی بتلا دیئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ آج کی رات میری اونٹنی سے جدا نہ ہونا۔ انھوں نے ایک ہاتھ میں مہار پکڑ لی۔ اور دوسرے ہاتھ میں ذوالفقار کھینچ لی۔ اور حذیفہ الیمان کو فرمایا کہ تم آگے آگے چلو۔ جب اس مقام پر آنحضرت تشریف لائے۔ جہاں کہ یہ گھات لگائے بیٹھے تھے۔ تو آواز دی۔ اور ہر ایک کا نام لیکر پکارا کہ اے فلاں اے فلاں۔ جب ان منافقین پر ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے راز پر واقف ہو گئے ہیں تو آگے دوڑے گئے۔ حضرت نے فرمایا تم کیوں ہم کو چھوڑ کر پہلے سے یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ جگہ بڑی خوفناک تھی۔ اور دشمن کی گھات کا موقعہ تھا۔ ہم آپ سے پہلے پہونچ گئے۔ تاکہ اگر دشمن کو پائیں۔ تو اس کو مار ہٹائیں۔ اور آپ کے را

کو دشمنوں سے خالی کر دیں۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ امر واقعہ کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین کے نام حذیفہ کو بتلائے تھے اور ہمارے ہم مشرب کہتے ہیں کہ ان میں ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ بھی تھے۔ آپ فرمائیے کہ اس کا کیا جواب ہے۔

احمدی۔ یہ روایت بھی معترضوں کے تعصب بیجا کو ظاہر کرنے کے لئے بطور مثال کے قابل غور ہے۔ جو وہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اصل روایت میں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ ایسے شریر النفس گروہ منافقین میں شامل تھے۔ جو آنحضرتؐ کی ہلاکت کے درپے تھے۔ لیکن بدگمانوں نے خواہ مخواہ ان نیک نام اصحاب رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان میں شامل کر دیا۔ لیکن بغیر ثبوت یا دلیل کے کوئی الزام یا دعوے کب قابل قبول ہو سکتا ہے ؎

ندارد کسے باتو ناگفتہ کار ✲ ولیکن چوں گفتی دلیلش بیار

حسن اتفاق سے شیعہ کی ایک نہایت معتبر کتاب کی ورق گردانی کرتے کرتے یہی روایت میری نظر سے گذری۔ اور اسکے راوی بھی خود حذیفہ ہیں۔ اور اس میں اُن منافقین کی فہرست بھی دی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ شیعہ معترض کی مراد پوری نہیں ہوئی۔ اور ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما اس بہتان سے بھی بری الذمہ رہے۔ اب ملاحظہ ہو وہ روایت اصحاب العقبہ:۔

عن زیاد بن المنذر قال حدثنی جماعۃ من المشیخۃ عن حذیفہ بن الیمان انہ قال الذین نفروا برسول اللہ ناقتہ فی منصرفہ من تبوک اربعۃ عشر۔ ابو الشرور[۱] وابو الدواہی[۲] وابو المعازف[۳] وابوہ[۴] وطلحۃ[۵] وسعد بن ابی وقاص[۶] وابو عبیدہ[۷] وابو الاعور[۸] والمغیرہ[۹] وسالم[۱۰] مولی ابی حذیفۃ وخالد[۱۱] بن ولید وعمرو[۱۲] بن العاص وابو موسی[۱۳] الاشعری وعبد الرحمٰن بن عوف ۔ وھم الذین انزل اللہ عزوجل فیھم وھموا بما لم ینالوا ۔ کتاب خصال مصنفہ ابن بابویہ ابواب الاربعۃ عشر مطبوعہ ایران ص۹۱

محققین اہلسنت نے ان منافقین کی تعداد بارہ لکھی ہے۔ اور وہ درحقیقت منافق ہیں جیسے کہ عبد اللہ بن ابی و سعد بن ابی سرح وغیرہم۔ دیکھو زاد المعاد جلد اول ص۳۶۲ فصل فی رجوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تبوک